رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۶۶

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا
کرونگا دور اس مہ سے اندھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی
جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
فسبحان الذی اخزی الاعادی

پہلا ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان دارالامان ضلع گورداسپور پنجاب سے شائع ہوتا ہے

فاروق

ایڈیٹر و پروپرائیٹر ایم قاسم علی

جلد ۴ | یوم پنجشنبہ مورخہ ۱۴ - ۲۱ اگست ۱۹۱۹ء | نمبر ۳۰-۳۱

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلسلہ کی خبریں

حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کی طبیعت ہفتہ زیر اشاعت میں کسی قدر علیل رہی درد سر کی شکایت تھی اللہ تعالیٰ حضور کو صحت کامل عطا فرمائے آمین

خاندان رسالت میں ہر طرح فضل و کرم و خیریت ہے

بارش ہر روز ہو جاتی ہے جس سے اب نقصان فصل کا احتمال ہے خدا رحم کرے آمین ۔

سیف اللہ شاہ علاقہ کشمیر سے اپنے دو لڑکوں یوسف شاہ و محمد شاہ کی صحت یابی کے واسطے احباب فاروق سے دعا کی درخواست کرتے ہیں احباب دعا فرماویں

فاروق کیلئے کاتب نہیں ملا بمشکل یہ پرچہ ایک غیر کاتب سے لکھوایا گیا ہے اگلا پرچہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ دیر سے نکلیگا خاکسار (ایڈیٹر) اسمیں معذور ہے

ضرورت ہے دفتر فاروق کیلئے ایک کاتب کی جو عربی۔ اردو اچھی لکھ سکتا ہو خط کا نمونہ آنے پر تنخواہ کا فیصلہ کیا جاوے گا۔ مینجر فاروق سے خط و کتابت کی جاوے۔

فاروق پریس کیلئے ایک ہشیار پریسمین اور ایک کل کش کی ضرورت ہے تنخواہ کا فیصلہ درخواست آنے پر کیا جاوے گا۔ مینجر فاروق قادیان۔

ملفوظات نور حضرت حکیم الامت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے ملفوظات جمع کر کے ایک کتاب میں شائع کر دیئے ہیں احمدی احباب اور خلیفہ اول کے کلمات کے شائق اسکو منگوا کر لطف و ثواب حاصل کریں قیمت ۶ر

فیصلہ الٰہی اور ثنائی روسیاہی امرتسری مہلت یافتہ کا پردہ برانداز رسالہ اور آسمانی فیصلہ بحق حضرت مسیح موعود اور خلاف مولوی ثناء اللہ کا بینظیر ثبوت قیمت ۶ر مینجر فاروق قادیان۔

سامان سکول ہائی و دفاتر کے لئے

احمدیوں کا اپنا کارخانہ کھلا ہوا ہے

احمدی بھائیوں کی خدمت میں جو کہ سکولوں یا دفاتر میں دسترس رکھتے ہوں اطلاع دی جاتی ہے کہ کارخانہ ہذا میں حسب ذیل سامان بن کر تیار رہتا ہے بوقت ضرورت طلب فرماویں

۱ سنگل ڈیسک	۷ سائنس الماری
۲ ڈبل ڈیسک	۸ ایوارنگ ریک شیلف
۳ ٹیچر ٹیبل	۹ میپ ریک
۴ اسٹول	۱۰ میپ سٹینڈ
۵ لیکچر گلیری	۱۱ بال فریم
۶ سائنس ٹیبل	۱۲ فائیل باسکٹ

پتہ ایم فیض احمد اینڈ سنز کشمیر سٹیٹ ورکس جموں توی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

فاروق

قادیان دارالامان مورخہ ۱۴-۲۱ اگست ۱۹۱۹ء

کلام امام

سفر اور نماز قصر

حضرت اقدس احمد مجتبیٰ مسیح موعود علیہ السلام نے ایک شخص کے اس سوال کا کہ "مجھے دس پندرہ کوس تک ادھر ادھر جانا پڑتا ہے میں کس کو سفر سمجھوں اور نمازوں میں قصر کے متعلق کس بات پر عمل کروں میں کتابوں کے مسائل نہیں پوچھتا" حضرت امام صادق (مسیح موعود) علیہ السلام کو دریافت کرتا ہوں" مندرجہ ذیل جواب فرمایا

"میرا مذہب یہ ہے کہ انسان بہت دفعہ اپنے اوپر بوجھ ڈال لیتا ہے عرف میں جسکو سفر کہتے ہیں خواہ وہ دو تین کوس ہی ہو اس میں قصر و سفر کے مسائل پر عمل کرے۔ انما الاعمال بالنیات بعض دفعہ دو دو تین تین میل اپنے دوستوں کے ساتھ سیر کرتے ہوئے چلے جاتے ہیں کبھی دل میں یہ خیال نہیں آتا کہ ہم سفر میں ہیں۔ لیکن جب انسان اپنی گٹھڑی باندھ کر سفر کی حیثیت سے چل پڑتا ہے تو وہ مسافر ہوتا ہے شریعت کی بنا وقت پر نہیں ہے جس کو تم عرف میں سمجھو وہی سفر ہے اور جیسا کہ خدا کے فرائض پر عمل کیا جاتا ہے ویسا ہی اس کی رخصتوں پر عمل کرنا چاہئے یہ بھی خدا کی طرف سے ہیں اور رخصت بھی خدا کی طرف سے۔ الحکم جلد ۵ مورخہ ۱۰ فروری ۱۹۰۱ء

غیر احمدی کے پیچھے نماز

ایک شخص نے سوال کیا کہ جو لوگ آپ کے مرید نہیں ہیں اُن کے پیچھے نماز پڑھنے سے آپ نے اپنے مریدوں کو کیوں منع فرمایا ہے حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ

"جن لوگوں نے جلد بازی کے ساتھ بدظنی کر کے اس سلسلہ کو جو اللہ تعالیٰ نے قائم کیا ہے رد کر دیا اور اسقدر نشانوں کی پرواہ نہیں کی اور اسلام پر جو مصائب ہیں اس سے لاپرواہ پڑے ہیں۔ ان لوگوں نے تقویٰ سے کام نہیں لیا اور اللہ تعالیٰ اپنے پاک کلام میں فرماتا ہے کہ خدا صرف متقی لوگوں کی نمازیں قبول فرماتا ہے اسواسطے کہا گیا ہے کہ ایسے آدمی کے پیچھے نماز نہ پڑھو جس کی نماز خود قبولیت کے درجہ تک پہنچنے والی نہیں"

فرمایا نماز دعا اور اخلاص کے ساتھ تعلق رکھتی ہے مومن کیساتھ نہ کہ جمع نہیں ہوتا متقی کے سوا دوسرے کے پیچھے نماز کو خراب نہیں کرنا چاہئے۔

غیر مکفر کا حال

سوال ہوا کہ جو لوگ آپ کو کافر نہیں کہتے اور آپ کے مرید بھی نہیں ہیں ان کا کیا حال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ لوگ رسم اور تعلقات کس کے ساتھ رکھتے ہیں آخر ایک گروہ ہے ان کو ملنا پڑے گا جس کے ساتھ کوئی تعلق رکھتا ہے اسی میں سے ہوتا ہے

(الحکم جلد ۵ مورخہ ۱۰ مارچ ۱۹۰۱ء)

منکر کا حال

ایک شخص نے سوال کیا کہ آپ کو نہ ماننے والے کافر ہیں؟ فرمایا مولویوں سے جا کر پوچھو کہ ان کے نزدیک جو مسیح اور مہدی آنیوالا ہے اس کو جو نہ مانیگا اس کا کیا حال ہے پس میں وہی مسیح اور مہدی ہوں جو آنیوالا تھا الحکم جلد ۵ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۰۱ء

مخدوم الملت اور ایک اعتراض کا جواب

حضرت مولینا مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ کے پاس کسی شخص نے ایک مخالف کا اعتراض پیش کیا کہ لوگ کہتے ہیں قادیان میں ایک قسم کا کھانا کل مہمانوں کو نہیں دیا جاتا مولوی صاحب نے اس کے جواب میں فرمایا افسوس

"ایسا اعتراض کرنیوالا درحقیقت خدا پر اعتراض کرتا ہے جس نے اپنی بے انتہا قدرت اور حکمت اور مصلحت سے دنیا میں ایک تفرقہ رکھا ہوا ہے کوئی امیر ہے کوئی غریب ہے کوئی بیمار ہے کوئی تندرست ہے کوئی توانا ہے پھر جبکہ خدا کے قانون قدرت میں ایک امتیاز اور فرق موجود ہے تو خدا تعالیٰ کے مامور جو خدا تعالیٰ کی صفات کا مظہر ہوتے ہیں۔ وہ انزلوا الناس علیٰ منازلھم پر عمل کریں تو یہ اعتراض ان پر کیوں کیا جاوے خدا نے جب ساری مخلوق کو ایک ہی انداز پر نہیں رکھا تو یہ لوگ اگر حفظ مراتب کریں تو کیا گناہ ہے گناہ اور نتیجہ بد تو حفظ مراتب نہ کرنیسے پیدا ہوتا ہے جو لوگ خدا کے فضل سے اپنے گھروں میں اعلیٰ درجہ کا کھانا کھانیکے عادی ہوں اور نسلاً بعد نسلٍ امیر ہی امیر چلے آتے ہوں ان کی عادات اور طبیعت کی افتاد ایک خاص رنگ کی ہو گی اور ایک شخص جو روکھی سوکھی روٹی بھی مشکل سے پاتا ہے اس کی طبیعت کا اور رنگ ہو گا پھر یہ دونوں ایک کھانے پر کس طرح خوش ہو سکتے ہیں غرض اس قسم کے اعتراض بکرانی الطبع پست ہمت لوگوں کے اور کوئی نہیں کرتا خدا تعالیٰ نے خود اپنے قانون میں ایک امتیاز رکھا ہے اور اس کے قانون کی نگہداشت ان لوگوں کا فرض ہوتا ہے۔ پس اگر یہ کسی کی نظر میں عیب ہو تو بد ہے ہوا کرے"

الحکم جلد ۵ مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۹۰۱ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مولوی سید سرور شاہ صاحب کا خط

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مولوی محمد علی صاحب کے نام

(گذشتہ سے پیوستہ)

مولینا میں خوشامد سے نہیں کہتا بلکہ ایک امر واقعہ کے طور پر کہتا ہوں کہ آپ کی طبیعت بہت اچھی تھی آپ کے خیالات بھی بہت اچھے تھے۔ مگر ان سب خوبیوں کے مقابلہ میں دو نقص بھی موجود تھے اول یہ کہ آپ بہت زود رنج اور مغلوب الغضب تھے آپ کئی بار معمولی معمولی باتوں پر اسقدر جوش میں آئے کہ قادیاں اور اپنے دار ہجرت کے چھوڑنے پر اور حضرت مسیح موعود اور خلیفۃ المسیح کی بابرکت صحبت سے جدا ہونے پر تیار ہو گئے تھے اور اس کا یہ اثر تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح سے مدرسہ کی کمیٹی کے زمانہ میں رنج ہوئے تو آخر وقت تک اس رنج کو نہ چھوڑا اسی طرح اہل بیت مسیح کا حال۔ دوسرا یہ نقص تھا کہ آپ دوست کی بات سے بہت ہی متاثر ہونے والے تھے خواہ وہ غلط ہی کیوں نہ کہے

چنانچہ آپ ایک طرف تو حضرت خلیفۃ المسیح اور اہلبیت مسیح سے رنج تھے دوسری طرف یہ غضب شروع ہوا۔ کہ باوجودیکہ آپ نے بار بار حضرت مسیح موعود سے خواجہ کمال الدین کے ضعف ایمان کی شکایت سنی ہوئی تھی چنانچہ آپ کو یاد ہوگا کہ جس دن حضرت اقدس نے وطن والے معاملہ میں تقریر فرمائی تھی اس تقریر کے بعد آپ ہی کو مخاطب ہو کر فرمایا تھا کہ خواجہ صاحب کو لکھدو کہ وہ بہت استغفار کریں اور قربانی دیں کہ میں نے ان کی نسبت بہت سی خطرناک خوابیں دیکھی ہیں پھر حضرت صاحب نے یہ خواب بھی سنائی تھی۔ اور امید کہ آپ کو یاد ہوگی "کہ میں نے دیکھا ہے کہ خواجہ پاگل ہو گیا ہے اور مجھ پر اور مولوی صاحب پر (جو کہ مسجد کی چھت پر ایک تخت پر بیٹھے ہوئے تھے) حملہ کرنا چاہتا ہے۔ تو میں نے کسی کو کہا کہ اس کو مسجد سے باہر نکال دو تو وہ گیا پر اسکے نکالنے سے پہلے خود سیڑھیوں سے نیچے اتر گیا پھر آپ کو یہ بھی معلوم ہوگا کہ مسجد کی تعمیر خود حضرت صاحب نے جماعت کی ہے پھر جس خواجہ کی نسبت میں نے یہ کچھ لکھا ہے اس نے حضرت مسیح موعود کی نسبت مالی اعتراض شروع کئے اور پہلے آپ مخالفت کرتے رہے مگر بالآخر خود بھی اس اعتراض میں شریک ہوئے۔ اور جس روز مسجد کے چندہ کے واسطے گجرات یا جب کڑیانوالے کی طرف جا رہے تھے اور جناب نواب خاں صاحب تحصیلدار کے ٹانگہ پر ہم تینوں سوار کوچبان اور جناب خواجہ صاحب آگے تھے میں اور جناب پچھلی سیٹ پر بیٹھے ہوئے تھے تو جب ہم اس سڑک پر پہنچے جو کہ کڑیانوالہ کی طرف جاتی ہے تو خواجہ صاحب نے یہ فرما کر کہ راستہ باتوں کے ساتھ طے ہوا کرتا ہے اور میرا ایک سوال ہے جس کا جواب مجھے نہیں آتا میں اسی پیش کرتا ہوں آپ اس کا جواب دیں۔ سوال شروع کیا مگر اس نے اس قدر طول پکڑا کہ ۱۶ یا ۱۸ میل راستہ طے کر کے جب ہم اس پگڈنڈی کے پاس پہنچے جو سڑک سے کڑیانوالہ گاؤں کی طرف پھرتی ہے۔ تو احمدی احباب کو دیکھ کر جو ہمارے لینے کے واسطے کھڑے تھے خواجہ صاحب نے سوال کو نامکمل حالت میں کل کے وعدہ پر ختم کیا۔ دوسرے دن پھر جب کرمانوالے کے احمدی اسی جگہ سے واپس ہوئے اور ہم سوار ہو کر گجرات کی طرف روانہ ہوئے تو خواجہ صاحب نے ناں کل کا سوال رہ گیا تھا کہکر پھر تقریر شروع کی اور پھر ۱۶ یا ۱۸ میل راستہ طے کر کے جب اس پگڈنڈی کے پاس آئے جو گجرات شہر کو جاتی ہے تو آپ نے مجبوراً کلام کو ختم کر کے آپ سے جواب دینے کا مطالبہ کیا تھا

۱۸ اور ۱۸ میل میں بیان ہونیوالے سوال کو مفصل نہیں کہہ سکتا البتہ صحیح اور یقینی مضمون اس کا یہ تھا کہ پہلے ہم اپنی عورتوں کو یہ کہکر کہ انبیاء اور صحابہ والی زندگی اختیار کرنی چاہیئے کہ وہ کم اور خشک کھاتے اور خشن پہنتے تھے اور باقی بچا کر اللہ کی راہ میں دیا کرتے تھے اسی طرح ہمکو بھی کرنا چاہیئے چنانچہ ایسے وعظ کر کے کچھ روپیہ بچاتے تھے اور پھر وہ قادیاں بھیجتے تھے۔ لیکن جب ہماری بی بیاں خود قادیاں گئیں وہاں پر رہ کر اچھی طرح وہاں کا حال معلوم کیا تو واپس آکر ہمارے سر چڑھ گئیں کہ تم بڑے جھوٹے ہو ہمنے تو قادیاں میں جا کر خود انبیاء اور صحابہ کی زندگی کو دیکھ لیا ہے جس قدر آرام کی زندگی اور تعیش وہاں پر عورتوں کو حاصل ہے اس کا تو عشر عشیر بھی باہر نہیں۔ حالانکہ ہمارا روپیہ اپنا کمایا ہوا ہوتا ہے اور ان کے پاس جو روپیہ جاتا ہے وہ قومی اغراض کیلئے قومی روپیہ ہوتا ہے لہذا تم جھوٹے ہو جو جھوٹ بولکر اس عرصہ دراز تک ہمکو دھوکہ دیتے رہے ہو اور آئندہ ہم ہرگز تمہارے دھوکہ میں نہ آوینگی پس اب وہ ہمکو روپیہ نہیں دیتیں کہ ہم قادیاں بھیجیں اس پر خواجہ صاحب نے خود ہی فرمایا تھا۔ کہ ایک جواب تم لوگوں کو دیا کرتے ہو پر تمہارا وہ جواب میرے آگے نہیں چلسکتا کیونکہ میں خود واقف ہوں اور پھر بعض زیورات اور بعض کپڑوں کی خرید کا مفصل ذکر کیا۔ اور مجھے خوب یاد ہے کہ اس طویل سفر میں آتے اور جاتے ہوئے ان اعتراضات کے باعث مجھے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ غضب خدا نازل ہو رہا ہے۔ اور میں متواتر دعا میں مشغول تھا اور بار بار جناب الٰہی میں یہ عرض کرتا تھا کہ مولیٰ کریم! میں اس قسم کی باتوں کے خلاف ہوں۔ میں اس مجلس سے بھی علیحدہ ہو جاتا مگر مجبور ہوں پھر شیر غضب جو نازل ہو رہا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس سے مجھے بچانا اور جب آپ سے جواب طلب کیا گیا۔ تو جناب نے یہ جواب دیا کہ کوئی پسند کرے یا نہ کرے مگر اصل بات یہ ہے کہ انبیاء کے افعال بھی دو قسم کے ہوتے ہیں اوّل وہ جو نبوت کے ماتحت ہوتے ہیں دوم وہ جو بشریت کے ماتحت ہوتے ہیں۔ پس جو نبوت کے ماتحت ہوتے ہیں وہ تو نقص سے پاک ہوتے ہیں اور جو بشریت کے ماتحت ہوتے ہیں وہ ہمارے افعال کی طرح نقصوں والے ہوتے ہیں یہ کہہ کر تھوڑے سکوت کے بعد کہا کہ ہاں آنحضرت کے وہ افعال جو کہ بشریت کے ماتحت تھے وہ بہت کچھ نقصوں سے پاک تھے اور مجھے بخوبی یاد ہے کہ جناب کے اس جواب سے مجھے بہت ہی مایوسی لاحق ہوئی تھی اور بار بار میں دل میں لاحول پڑھ رہا تھا پھر جناب کو یاد ہوگا کہ جب میں نے جناب کو کہا تھا کہ آج مجھے پختہ ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ حضرت مسیح موعود نے گھر میں بہت اظہار رنج فرمایا ہے کہ "باوجود میرے بتانے کے کہ خدا کا منشا یہی ہے کہ میرے وقت میں لنگر کا انتظام میرے ہی ہاتھ میں رہے اور اگر اس کے خلاف ہوا تو لنگر بند ہو جاوے گا مگر یہ (خواجہ وغیرہ) ایسے ہیں کہ بار بار مجھے کہتے ہیں کہ لنگر کا انتظام ہمارے سپرد کر دو اور مجھ پر بدظنی کرتے ہیں" اور یہ سنا کر میں نے بوجہ محبت آپ کو یہ کہا تھا کہ آپ آئندہ کبھی اس معاملہ میں شریک نہ ہوں ایسا نہ ہو کہ حضرت اقدس کی زیادہ ناراضگی کا موجب ہو جاوے اور آپ کو نقصان پہنچے۔

اس کے دو تین روز بعد خواجہ صاحب قادیان آئے تو نماز مغرب کے بعد آپ نے مجھے بلایا جب میں حاضر ہوا تو آپ اور خواجہ صاحب مجھے مسجد مبارک کی چھت پر لے گئے (اس وقت نئی اور پرانی چھتیں برابر کر کے ایک اوپر روڑی کوٹی جا رہی تھی اور بیٹھنے کی جگہ نہ تھی تو آپ اپنے گھر سے چارپائی لائے اور اس پر ہم تینوں بیٹھے تھے) تو خواجہ صاحب نے مجھے کہا کہ مولوی صاحب نے تمہاری زبانی مجھے حضرت صاحب کے ناراض ہونے کی بات سنائی تھی تو میں نے چاہا کہ آپ کی زبانی ساری بات سنوں اس پر میں نے ساری بات سنائی جب میں سنا چکا۔ تو خواجہ صاحب نے مجھے فرمایا کہ تم حضرت صاحب سے اچھی طرح سے بات چیت کر لیا کرتے ہو تم ضرور حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کرو۔ کہ حضور وہ تو حضور کے غلام ہیں اور حضور کے ہاتھ پر بک چکے ہوئے ہیں بھلا غلام کیا اور اس کا مال کیا اصل بات یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہماری خیال میں یہ ہے کہ خدا تعالیٰ ہم کو حضور کی خدمت میں اسواسطے لایا ہے کہ حضور پر جو کاروبار عظیم کا بوجھ ڈالا گیا ہے۔ ہم ان کاموں میں حضور کا ہاتھ بٹائیں اور لنگر کی وجہ سے ہم دیکھتے ہیں کہ دو طرح سے حضور کے اوقات گرامی میں تشویش واقعہ ہوتی ہے اوّل تو روپیہ مہیا کرنے میں کہ روپیہ ختم ہوتا ہے اور میاں نجم الدین آ کھڑا ہوتا ہے۔ کہ اتنا روپیہ اس وقت ضروری چاہیئے۔ تو اس سے حضور کے اوقات گرامی میں تشویش پیدا ہوتی ہے دوم حضور کی طبیعت چاہتی ہے کہ حضور کے مہمانوں کی اچھی طرح سے خاطرداری اور مہمان نوازی ہو لیکن ملازم لنگر بوجہ نگران نہ ہونیکے اچھی طرح کام نہیں کرتے تو اس سے بھی حضور کو تکلیف ہوتی ہے روپیہ بہت صرف ہوتا ہے اور غرض حاصل نہیں ہوتی تو حضور کی تشویش کو دیکھ کر ہم کو یہ ندامت ہوتی ہے کہ ہم کیوں اس تشویش کے رفع کرنے میں کوشش نہیں کرتے۔ پس محض اس خیال سے وہ چاہتے ہیں کہ لنگر کا انتظام ان کے سپرد ہو جائے ورنہ حضور ان کی جانوں اور مالوں کے بھی مالک ہیں وہ کب یہ خیال دل میں لا سکتے ہیں کہ جناب بیجا صرف کرتے ہیں لہذا یہ انتظام ہم کو دیا جائے۔ اور خواجہ صاحب بار بار تاکید کرتے تھے کہ ضرور کہنا۔ اور یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ دفعتہً آپ کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے۔ کہ مولوی صاحب! اب مجھے وہ طریق معلوم ہو گیا ہے جس سے لنگر کا انتظام فوراً حضرت صاحب ہمارے سپرد کر دیں اور انشاء اللہ تعالیٰ دیکھو گے کہ جو نہی میں پیش کروں گا تو آپ ضرور ہی حوالہ کر دیں گے اس پر آپ نے یہ کہا کہ خواجہ صاحب میں تو اب ہرگز نہیں پیش کرونگا۔ تو خواجہ صاحب نے یہ سنتے ہی آنکھیں سرخ کر لیں اور غصہ والی شکل اور غضب والے لہجہ سے کہنا شروع کیا کہ قومی خدمت ادا کرنے میں بڑے بڑے مشکلات پیش آیا کرتے ہیں اور کبھی حوصلہ پست نہ کرنا چاہیئے اور یہ کیسی غضب کی بات ہے کہ آپ جانتے ہیں کہ قوم کا روپیہ کس محنت سے جمع ہوتا ہے اور جن اغراض قومی کیلئے وہ اپنا پیٹ کاٹ کر روپیہ دیتے ہیں وہ روپیہ ان اغراض میں صرف نہیں ہوتا بلکہ بجائے اسکے شخصی خواہشات میں صرف ہوتا ہے اور پھر روپیہ بھی اس قدر کثیر ہے کہ اس وقت جسقدر قومی کام آپ نے شروع کئے ہوئے ہیں اور روپیہ کی کمی کی وجہ سے پورے نہیں ہو سکے اور ناقص حالت میں پڑے ہوئے ہیں اگر یہ لنگر کا روپیہ اچھی طرح سے سنبھالا جائے تو اکیلے اسی سے وہ سارے کام پورے ہو سکتے ہیں آپ اچھے خادم قوم ہیں کہ یہ جانتے ہوئے پھر ایک ذرہ سی بات سے کہتے ہیں کہ میں آئندہ ہرگز پیش نہیں کروں گا میں تو کہتا ہوں کہ میں ضرور پیش کرونگا اس پر آپ نے کہا۔ کہ میں ساتھ چلا جاؤنگا مگر بات نہیں کرونگا تو خواجہ صاحب نے کہا کہ میں بھی ساتھ ہی جانیکے لئے کہتا ہوں بات تو میں نہیں کراتا بات تو میں خود کرونگا غرض کہ اس طرح کے بہت سے واقعات ہیں جن سے اس بات کا صاف صاف پتہ چلتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں ہی مالی اعتراض کا درس خواجہ صاحب نے شروع کر دیا تھا۔

مولوی صاحب بات سے بات یاد آجاتی ہے مجھے اس بابو صاحب کی بات یاد آگئی جس نے پہلے پہل مالی اعتراض لکھکر پیش کیا تھا سو اس کے محرک بھی خواجہ صاحب ہی تھے باغ میں گئے اور سنانا شروع کیا کہ میر صاحب مالیوں کو یوں روٹیاں دیتے ہیں اور باغ کے کتے کو یوں گوشت دیا جاتا ہے۔ وغیرہ ذالک۔ اور میر صاحب کا نام اسواسطے لیا جاتا تھا کہ اس کو میر صاحب سے پرانا رنج تھا اور اس سے اثر ہونیکی امید تھی واپس آکر دفتر بدر والے کمروں کے پاس جب آئے تو اس نے کہا کہ پھر آپ لوگ اس کو روکتے نہیں تو خواجہ صاحب نے ماتھا پیٹ کر کہا کہ اگر ہم کہیں تو پھر کچھ بھی کام نہیں کر سکتے اور اگر کہ سکتے تو بات ہی کیا تھی یہ تو آپ جیسے بزرگوں کا کام ہے اور اسی وجہ سے آپ سے ذکر کیا ہے تب اس نے وعدہ کیا کہ اچھا پھر میں اس کا ذکر کرونگا۔

اسی طرح اور بہت سے واقعات ہیں جن سے صاف

Digitized by Khilafat Library Rabwah

موجب وہی امور ہیں جنکی شرط لگائی ہے یا وہ امور ہے جس کے حصول کیلئے یہ شرائط ہیں مگر میاں صاحب کے عقائد اسکے جواب ہرگز نہیں اور آج دن تک کسی نے اس کا جواب نہیں دیا) مگر مولوی صاحب! وہاں پر اس بحث کی گنجائش ہی نہ ہوگی۔ مولویصاحب اس وقت نہ امیر القوم کا لقب کام آئیگا۔ نہ خواجہ صاحب کی دانائی اور نہ شیخ صاحب کی دولت اور نہ شاہ صاحب کا جوش اور لڑنا۔ اور نہ حکیم صاحب کی بحث اور تفسیح کی داستانیں نہ غیر احمدیوں کی ثروت وجاہت امداد واعانت اور نہ ان کی کثرت اور نہ ان کی سیاست دانی۔ مولوی صاحب خدا کیلئے ضرور سوچیں کہ اس پیارے مسیح موعود کے اس سوال کا جواب علیم وقدیر خدا کے سامنے آپ سے کیا ہوگا مولویصاحب جب چھوٹا آدمی جب کسی بڑے انسان کو ایسی باتیں کہتا ہے تو عام طور پر اس کو گستاخی اور بے ادبی قرار دیکر ہر شخص ناراض ہوکر جوش میں آجاتا ہے مگر مولویصاحب یہ بھی تو احتمال ہے کہ بے ادبی اور گستاخی اور ناقدر شناسی کیوجہ سے نہ ہو بلکہ محض ہمدردی اور محبت کے جوش سے ہو۔ اور اگر ایسا ہی ہو اور اس کو گستاخی قرار دے کر ناراض ہو جائے۔ تو پھر اس کا نتیجہ بہت ہی ناگوار ہوگا۔

درانیوں کے زمانہ میں کشمیر کا صوبہ دار آزاد نام تھا جو باغی ہوگیا تھا۔ تو کابل کی امارت نے سلطان ناصرالدین کو فوج دے کر اس کی تسخیر کیلئے بھیجا جو کہ اس کے ہاتھ سے تنگ آکر کشمیر سے بھاگ کر کابل چلا گیا تھا جب وہ فوج لیکر دریائے جہلم سے پار ہوا تو ایک درویش نے جو کہ آزاد کا خیر خواہ تھا بڑی مشقت سے اپنے آپ کو آزاد تک پہنچایا اور اس کو کہا کہ ناصرالدین بھاری فوج لیکر کابل سے فلاں مقام پر آگیا ہے اور اس کا مقابلہ بہت مشکل ہے۔ ہاں فلاں تدبیر کی جائے تو پھر کامیابی کی امید ہے۔ اس پر آزاد کو غصہ آگیا کیونکہ پہلے بھی کئی دفعہ فوج کے آنیکی افواہ غلط ہوچکی تھی تو آزاد نے اس اپنے خیر خواہ کو یہ بدلہ دیا کہ ایک بلند پہاڑ کی چوٹی پر دیار کے ایک درخت کا سر کاٹ کر اس کو اس پر کھڑا کیا اور پاؤں میں مضبوط کیل گاڑ دیئے۔ اور حکم دیا کہ رات اور دن ناصرالدین کی فوج کو دیکھتے رہو چنانچہ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ فوج اس کے مکان کے پاس آگئی اور اپنی جان کے خوف سے کسی نے اطلاع نہ دی یہاں تک کہ جب مکان کا محاصرہ ہوچکا تو فوج اور سواروں کی گونج سنکر خود آزاد نے وزیر سے دریافت کیا کہ یہ کیسی آواز ہے تو اس نے جواب دیا کہ تمہاری بدقسمتی کی یہ جواب سنکر خود ہی سمجھ آگئی اور کہا کہ کیا کابل کی فوج آگئی اس نے کہا ہاں پھر مشورہ دریافت کیا تو وزیر نے کہا اب بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ بدرروکے راستہ سے نکل کر طویلہ میں جاؤ اور سوار ہوکر بھاگ جاؤ۔ اس نے ایسا ہی کیا لیکن شہر بارہ مولہ کے پاس پکڑا گیا اور قتل ہوکر اپنی سزا کو پہنچا۔ مولویصاحب میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں کسی جوش اور گستاخی اور بے ادبی کیلئے نہیں بلکہ محض اور خالص محبت اور ہمدردی سے یہ عرض کر رہا ہوں جناب اس سے ناراض نہ ہوں اور نہ جوش میں آئیں۔ بلکہ آرام سے ان محبت بھری معروضات پر غور فرمائیں۔ یہ ممکن ہے کہ ان میں سے کوئی بات غلط ہو لیکن اس میں شک نہیں کہ کہ خالص محبت اور اخلاص سے اور خوف خدا کو مدنظر رکھ کر عرض کر رہا ہوں۔ بات لمبی ہوتی جاتی ہے میں اس کو مختصر کرتا ہوں مولویصاحب پہلے ایک دوست تھا جو کہ اپنا مطلب نکالنے کیلئے آپ کو اپنے قابو میں کرنا چاہتا تھا۔ مگر اب اس کے رنگ میں رنگین شدہ چند اور بیانگ دوست بھی ملگئے۔ اور پھر مولینا صاحب اور اہلبیت کی مخالفت میں ان کا اپنے آپ کو آپ کا معاون ومددگار ظاہر کرنا علاوہ اس طبعی تقاضا کے جو جناب کی طبیعت میں اپنے دوست کی طرف حد سے زیادہ گرویدہ ہونے کا تھا۔ بہت زیادہ اثر کر گیا کیونکہ انتقامی تقاضا بھی حد سے زیادہ تھا۔ اور پھر ایک دوست کی بجائے اب دوست بھی بہت تھے تو اب جناب کی طبیعت پر غیر معمولی اثر ہونے لگا کیونکہ مؤثر زیادہ اور قوی ہوگئے چنانچہ بجائے مقابلہ اب تائید تھی بلکہ بعض اوقات خود پیشرو ہونے لگے۔

تو جب اس دوست نے دیکھا کہ اب یہ میرے رنگ میں رنگین ہوگئے ہیں تو وہ اپنے مقصد پر جا بیٹھا اور اپنا بوجھ (یعنی احمدیت کی حقیقت بدلکر ایسی بنانا کہ لوگوں اس سے نفرت نہ رہے اور اس سے احمدی کا نام بھی قایم رہے اور جتھہ بھی ساتھ رہے۔ اور غیروں میں بھی جا ملیں) آپ کی گردن پر ڈال دیا اور آپ صاف صاف علیحدہ ہوگیا۔ مولوی صاحب یہ خیالی باتیں نہیں بلکہ واقعات ہیں جناب اس زمانہ پر غور فرمائیں جبکہ اخبار وطن والی تجویز ہوئی وہ ابتدائی زمانہ تھا اور وہ تجویز اسکی قایم کردہ سکیم کا شروع تھا مجھے وہ وقت خوب یاد ہے جب کہ اچانک حضرت مسیح موعودؑ آپ کے حجرہ میں آگئے۔ اور آتے ہی فرمایا کہ مولویصاحب میں آپ سے ایک بات دریافت کرتا ہوں کہ اسلامی رسائل بہت کچھ شائع ہوئے۔ مگر ان کا غیر مذاہب پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ اور آپ کے رسالہ کا اثر مخالفوں نے بھی مانا ہے اس کی کیا وجہ ہے کیا مردہ اسلام وہ نہیں پیش کرتے تھے تو اگر آپ کے رسالہ میں بھی مجھے نہ پیش کیا گیا۔ اور مردہ اسلام پیش کیا گیا تو اس کا کیا اثر ہوگا۔ تو آپ نے اس وقت یہی جواب دیا تھا کہ حضور میں نے بھی خواجہ صاحب کو یہی کہا تھا اور میں تو اس تجویز کا مخالف ہوں فقط خواجہ صاحب ہی نے اس کو پسند کیا ہے اور وہی اس پر زور دے رہے ہیں تب حضور نے خواجہ صاحب کو خط آپ سے لکھوایا تھا پس اس وقت تو آپ نے یہی ظاہر کیا تھا کہ مجھے یہ تجویز پسند نہیں مگر اب دیکھیں کہ خواجہ صاحب اور جناب اس تجویز پر کھلے کھلے عامل ہیں ٭

باقی دارد

بلعم ثانی

ڈاکٹر عبدالحکیم مرتد پٹیالوی اور سہارنپوری علماء اور اہلحدیث امرتسری کی قرار واقعی خدمت اس رسالہ میں کی گئی ہے۔ قابل دید اور لاجواب ہے احمدی احباب مرتد عبدالحکیم کی دجالیت اور جہالت کا مطالعہ کرنا چاہیں تو بلعم ثانی کو مطالعہ کریں قیمت معہ محصولڈاک ۱۲ر المشتہر منیجر فاروق

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بعض متفرقہ سوالات کا جواب

رقمزدہ حضرت مولینا غلام رسول صاحب راجیکی

سوال ۱: حافظ روشن علی صاحب نے اپنی تقریر میں بیان کیا تھا کہ آیت خاتم النبیین میں فقرہ خاتم النبیین جو رسول اللہ پر معطوف ہے ترقی کے معنوں میں ہے جیسا سِنَةٌ وَّ لَا نَوْمٌ اسلئے رسول اللہ کے فقرہ میں آنحضرتؐ کی روحانی ابوت کا ذکر ہے اور خاتم النبیین میں روحانی ابوت کا ترقی کے ساتھ ذکر کیا گیا یعنی نبیوں کا باپ حالانکہ لفظ خاتم کیلئے لغت اجازت نہیں دیتی کہ اسے ابوت کے معنوں میں لیا جاوے۔ پھر آیت کا سیاق سباق بھی ان معنوں کا مقتضی نہیں اسلئے کہ سیاق سباق سے پتہ چلتا ہے کہ زید آنحضرتؐ کا صلبی بیٹا نہیں جو اس کی مطلقہ کے ساتھ نکاح ناجائز ہو۔ اور ازواجہ امہاتھم کی وجہ سے جو وہم ناشی ہوتا تھا لیکن سے اس کا ازالہ کر دیا اب روحانی ابوت کی ترقی کیلئے اسجگہ خاتم النبیین کو ذکر کرنے کا کونسا محل ہو سکتا ہے بجز اس کے کہ خاتم النبیین کے فقرہ سے نبیوں کو ختم کرنیوالا ہی تسلیم کریں اور ان معنوں سے آنحضرتؐ کی روحانی ابوت کا زمانہ امت کیلئے قیامت تک ممتد مانیں کیونکہ ہر ایک رسول جو آنحضرتؐ سے پہلے ہوا وہ تو اپنی امت کیلئے بعد کے آنے والے رسول کے مبعوث ہونے تک روحانی باپ تھا اور جب بعد کا رسول مبعوث ہوا تو پہلے رسول کی روحانی ابوت کا زمانہ منقطع ہو گیا لیکن آنحضرتؐ چونکہ خاتم النبیین ہیں اور سب انبیاء سے آخری ہیں اسلئے آپ کے بعد کسی نبی اور رسول نہ آنے کی وجہ سے آپ کی روحانی ابوت کا سلسلہ قیامت تک کے لوگوں کیلئے اور آخری وقت تک قائم رہے گا۔ پس معنے یہ صحیح ہیں نہ وہ جو حافظ روشن علی صاحب نے بیان کئے +

جواب اس اعتراض میں جیسا کہ حضرت حافظ صاحب نے خاتم النبیین کو روحانی ابوت کے معنوں میں لیا ہے اور ترقی میں لیا ہے اسی طرح معترض صاحب نے خاتم النبیین سے آنحضرتؐ کی روحانی ابوت کو ترقی کے ساتھ ذکر کیا ہے فرق صرف یہ ہے کہ حافظ صاحب نے روحانی ابوت کی ترقی روحانی اولاد کے درجہ نبوت کی ترقی کے معنوں میں لی ہے اور معترض نے زمانہ نبوت آنحضرتؐ کی ترقی کے معنوں میں لیکن جب ظاہر ہے کہ آنحضرتؐ کی روحانی اولاد سے نبیوں کا ہونا آنحضرتؐ کی ابوت کے سلسلہ کو منقطع نہیں کرتا بلکہ روحانی اولاد کے نبی ہونیسے آپ کی شان بڑھتی ہے اور دوسری جگہ قرآن میں ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ من النبیین والصدیقین الخ کے ارشاد سے آنحضرتؐ کی اطاعت سے آپ کی روحانی اولاد کو انعام نبوت کا وعدہ بھی دیا گیا تو اس لحاظ سے حافظ صاحب کے بیان کیلئے معترض کا اعتراض مزاحمت پیدا نہ کر سکا نہ ہی اس کی تردید اور تغلیط کی جا سکی باقی رہا خاتم کے معنے کے متعلق کہ نبیوں کا باپ معنے کرنا لغت کے خلاف ہے سو لغت میں کہیں بھی یہ نہیں لکھا کہ خاتم بفتح تا کے معنے آخر ہیں۔ اور اگر اس کے معنے مہر کے لو تو مہر جیسے اپنے نقش مختومہ کے تولد کا باعث ہونیسے باپ کے حکم میں ہو سکتی ہے اسی طرح تصدیق کا نتیجہ پیدا کرنیکے باعث ابوت کے مرتبہ پر ہے پس ان معنوں کی رو سے نبیوں کے ساتھ آنحضرتؐ کی یہ نسبت ہوگی تو آپ ایک قسم کیلئے مصدق ہونگے تو دوسری قسم کے لئے باپ بھی پس حافظ صاحب کا بیان غلط ثابت نہ ہوا

پھر اگر آنحضرتؐ کو خاتم بمعنے آخر یعنی نبیوں کا آخر اور نبیوں کو ختم کرنیوالا ہی تسلیم کریں تو بھی اس سے بعد میں آنیوالے روحانی اولاد کے نبی مستثنےٰ رہتے ہیں اسلئے کہ آنحضرت پہلے نبیوں کے خاتم ہیں جو پہلی امتوں کے روحانی باپ تھے نہ پیچھے آنے والوں کے جو روحانی اولاد ہیں۔ پس اس سے مسیح موسویؑ کا آنا ممنوع ہے نہ مسیح محمدی کا جو آنحضرتؐ کی روحانی اولاد سے ہیں اور ظاہر ہے کہ اگر کسی شخص کے خاتم اور آخر ہونے کا اثر اپنی اولاد کی نفی کے معنوں میں ہو تو زبان عرب میں اس کو ابتر بولتے ہیں جس کی تردید آنحضرت کے متعلق قرآن مجید میں موجود ہے پس آنحضرت کے خاتم ہونے کو اگر بمعنی آخر تسلیم کریں تو انہی معنوں میں تسلیم کر سکتے ہیں۔ کہ آنحضرتؐ سے پہلے جو نبوت کا دروازہ سب قوموں کیلئے کھلا تھا اور آنحضرتؐ سے پہلے یہود سے بھی نبی ہوئے اور ہنود سے بھی مجوس سے بھی وغیرہ وغیرہ لیکن آنحضرت کی بعثت کے بعد سب قوموں کے لئے دروازہ نبوت کا بند ہو گیا اور آنحضرتؐ کے خاتم النبیین بنائے جانیسے پہلی طرز کے نبیوں کا خاتمہ کیا گیا اور آئندہ کے لئے من یطع اللہ والرسول کی راہ فیض نبوت کیلئے کھولدی یہی وجہ ہے اور اسی بنا پر آنحضرتؐ نے مسیح موعود کے متعلق صحیح بخاری میں امامکم منکم فرمایا کہ مسیح موعود کی یہود اور نصاریٰ انتظار کر رہے ہیں کہ وہ ان کی قوم سے آئیگا۔ یہ غلط ہے بلکہ آنے والا مسیح اے مسلمانوں! اور امت محمدیہ کے لوگو! وہ تم سے ہوگا اس لئے کہ اس کا غیر قوموں سے آنا بوجہ بعثت خاتم النبیین ممنوع ہو گیا اور پھر علاوہ اس کے جسمانی ابوت کی نفی استدراک کیلئے رسول اللہ اور خاتم النبیین کے الفاظ کو عطف کے ساتھ لا کر دونوں کو روحانی ابوت کے ثبوت میں پیش کرنا ظاہر کرتا ہے کہ جیسے رسول اللہ کا لفظ روحانی ابوت کیلئے مثبت ہے ویسے ہی اس کا معطوف مثبت ہے اور جسطرح رسول اللہ کا لفظ لغت کے رو سے نہیں بلکہ ایک دوسری توجیہ سے ابوت کا مفہوم ظاہر کرتا ہے اسی طرح خاتم النبیین کے لفظ کے متعلق بھی یہی سمجھنا چاہیئے +

ضرورت ہے فاروق کے واسطے ایک کاتب کی جو اردو۔ عربی اچھی لکھ سکتا ہو خط کا نمونہ مینجر فاروق کے پاس آنا چاہیئے تنخواہ کا فیصلہ خط دیکھ کر کیا جاویگا +

مینجر فاروق قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک ہندو مندر کا سنگ بنیاد ایک خان بہادر مولوی کے ہاتھ سے

معزز ہمعصر پیسہ اخبار لاہور نے اپنے تازہ پرچہ میں کلکتہ کے ایک بنگالی رسالہ کے کالموں سے یہ دلچسپ خبر درج کی ہے کہ صوبہ بنگال کے مقام جالا پور میں ایک مندر گرا ہوا پڑا تھا وہاں کے لوگوں نے چندہ کر کے اسے از سر نو بنا بنانے کا ارادہ کیا اور جب انتظام مکمل ہو گیا۔ تو اس کا بنیادی پتھر رکھنے کا وقت آیا جو صاحب اس کام کے لئے مقرر کئے گئے تھے وہ کسی وجہ سے اس موقعہ پر نہ پہنچ سکے البتہ اس وقت وہاں خان بہادر مولوی احسن اللہ صاحب انسپکٹر آف سکولز آ گئے۔ اور بانیان جلسہ نے آپ کو ہی صدر جلسہ بنا کر آپ سے درخواست کی کہ آپ اس مندر کا سنگ بنیاد اپنے ہاتھ سے رکھیں۔

مولوی صاحب کی تقریر — مولوی صاحب نے بانیان جلسہ کی یہ درخواست منظور کر لی اور اس موقع پر انہوں نے نہ صرف ہندو مسلمانوں کے اتفاق پر بلکہ دونوں قوموں کے مذاہب پر نہایت ہی شیریں زبان سے ریویو کیا۔ اور اس کے بعد آپ نے اس مندر کا بنیادی پتھر اپنے ہاتھ سے رکھا۔ یہ ایک ایسا واقعہ ہے کہ ہندوستان میں اس کی مثال اس سے پہلے کہیں نظر نہیں آتی واقعی ہندوستان کی مذہبی تاریخ میں یہ پہلا موقعہ ہے۔ کہ کسی مسلمان نے کسی ہندو مندر کا بنیادی پتھر رکھا ہو

فاروق اگر اس مندر میں خدا واحد کی پرستش ہوگی تو اعتراض کی بات نہیں ورنہ مولوی احسن اللہ صاحب نے یہ جانتے ہوئے کہ اس مندر میں مورتی پوجا ہوگی بنیاد رکھی ہے تو بت پرستی کی بنیاد مسلم ہو کر اپنے ہاتھوں آپ رکھنے کا فعل کبھی مذہبی نقطہ خیال سے قابل ستائش نہیں بلکہ گناہ کبیرہ ہے ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان ارشاد خداوند عباد ہے۔

ایک ظالم خاوند

مقام مدناپور سے ایک تار مظہر ہے کہ موضع گولپور میں ایک نہایت ہی وحشیانہ قتل ہوا ہے ایک شخص اتناگری نے اپنی دس سالہ بیوی کو گوشت کیلئے مصالحہ رگڑنے کا حکم دیا ننھی سی لڑکی کو چند منٹ کے بعد یہ بات بھول گئی اس پر ظالم خاوند سخت جوش میں آیا اور اس نے اسے بے رحمی سے مارنا شروع کیا۔ غریب لڑکی اپنی جان بچانے کیلئے ایک نزدیکی کھیت میں چھپ گئی مگر بے رحم خاوند نے وہاں سے اسے ڈھونڈ نکالا اور اسے مارتا گھسیٹتا ہوا مکان میں لے گیا جہاں اس نے لڑکی کی مشکیں باندھ کر مارا اور آخر اس کے گلے میں رسی باندھ کر اس کی زندگی کا خاتمہ کر دیا اب یہ ظالم خاوند روپوش ہے پولیس اس کی تلاش کر رہی ہے۔

پنجاب میں ایک اور ضلع

اس وقت کل صوبہ پنجاب میں ۲۷ اضلاع ہیں مگر آئندہ ماہ اکتوبر سے ان میں ایک ضلع کا اور اضافہ ہوگا گورنمنٹ کے ایک تازہ کمیونک سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نئے ضلع کا نام شیخوپورہ ہوگا اور اس کے پہلے ڈپٹی کمشنر مسٹر کمری ہونگے اس لئے اس ضلع میں زیادہ تر علاقہ ضلع گوجرانوالہ کا ہوگا مگر اس علاقہ کے علاوہ اس میں کچھ علاقہ دیگر اضلاع پنجاب سے بھی شامل کیا جاویگا مثال کے طور پر ۳۷۶ مربع میل سیالکوٹ سے اور ۲۲۲ مربع میل لائل پور سے دریائے راوی کے دوسرے ساحل پر جو علاقہ اس وقت لاہور کی سرحد میں ہے سوائے شاہدرہ کے یہ سب علاقہ ضلع شیخوپورہ میں شامل کر دیا جاویگا۔ اس ضلع میں تین تحصیلیں قائم کی جاوینگی مگر فی الحال ان کا ہیڈ کوارٹر شرق پور اور خانقاہ ڈوگراں میں ہی رہے گا۔

ریاست حیدرآباد میں مذہبی انتظام

ریاست حیدرآباد دکن میں صیغہ مذہبی کی سالانہ رپورٹ بابت ۱۳۲۶ف مظہر ہے کہ سال زیر رپورٹ میں ہز ایکسلنسی ہائینس نے مذہبی انسٹی ٹیوشنوں کے لئے پانچ لاکھ روپیہ نقد یا بصورت جائداد عطا فرمایا۔ پانچ نئی مساجد چھ مندر اور پانچ گرجا گھر یا مسیحی سکول تعمیر کئے گئے۔ ۵۷ مسجدوں اور ۴۸ مندروں کی سرکار عالی طرف سے مرمت کی گئی تیس ہزار روپیہ سالانہ گورنمنٹ نظام حجاج کیلئے عطا فرماتی ہے چونکہ گذشتہ چار سال میں جنگ کے باعث دکن سے حجاز کا کوئی قافلہ روانہ نہیں ہو سکا اسلئے یہ رقم مواضعات میں مذہبی لیکچرار بھیجنے اور بمبئی میں آتے ہوئے زائرین کی امداد پر خرچ ہوتی رہی۔ آبائی مذہبی پیشواؤں اور ملاؤں کیلئے مذہبی امتحان پاس کرنا لازمی قرار دیا گیا ہے جن کے لڑکوں کو مدرسہ نظامیہ حیدرآباد میں مذہبی تعلیم دی جاتی ہے۔ دیہاتوں میں مذہبی تعلیم اور معلومات کی اشاعت کیلئے ایک مجلس اصلاح المسلمین بھی قائم کی گئی ہے۔ ؟

ایک طرف ہم یہ خبر پڑھتے ہیں دوسری طرف پیسہ اخبار میں یہ بھی پڑھا ہے کہ قاضی علیم الدین صاحب کو حضور نظام نے احمدی ہونیکی وجہ سے منصب قضاء سے معزول فرمایا ہے۔ اور وظیفہ بند کر دیا ہے۔ ہم حضور نظام ایسے بیدار مغز حکمران سے التجا کرتے ہیں کہ جہاں ان کی فیاضی چھ مندر اور پانچ گرجا گھر تعمیر اور ۴۸ مندروں کی مرمت سرکاری خرچ پر کراتی ہے وہاں احمدیوں کو بھی جہاں وہ چاہیں۔ اپنے خرچ پر مسجد بنانے اور بلا روک ٹوک نماز پڑھنے کی اجازت مرحمت فرمائیں گے اور ان کے مناصب جو سرکاری ہیں بحال رکھیں گے احمدی کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتے ہیں اور اس پر دل و جان سے ایمان رکھتے ہیں۔ اور صوم صلوٰۃ کے پابند ہیں بادشاہ وقت کے فرمانبردار ان کا اور ان کے امام کا مذہب یہ ہے جو کئی سال پیشتر مشتہر ہو چکا ہے ؎

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا

مارشیس میں انفلوئنزا کی غارتگری

اخبار چائنا میل مظہر ہے کہ ایک مقامی جہاز کا کپتان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حال ہی میں جزیرہ مارشیس سے واپس آیا ہے وہ وہاں کے حالات کو نہایت خطرناک بیان کرتا ہے اس کی وجہ ہسپانوی انفلوئینزا کی غارت گری ہے جو آج کل وہاں خوب پھیل رہا ہے یہی وجہ تھی کہ اس کپتان کے جہاز کو اس بندرگاہ میں تیس دن ٹھہرنا پڑا وہ بیان کرتا ہے کہ شہر مردہ نظر آتا ہے ڈاکخانہ میں اٹھارہ اشخاص ملازم ہیں مگر صرف تین کام کر رہے تھے مرگامرگی ہوا ہے اس وبا کی سختی و تیزی کے باعث جہاز کو واپس آنا پڑا کوئی شخص [illegible] پر نہ تھا۔ ریلیں بند تھیں جہاز کے لئے کھیتوں سے [illegible] ہی نہ تھی جب جہاز وہاں سے واپس آیا تو حالت ناگفتہ بہ تھی۔

افغانستان سے شرائط صلح

شرائط صلح جو عالیجاہ برٹش گورنمنٹ اور آزاد افغان گورنمنٹ کے مابین ۸ - اگست ۱۹۱۹ء مطابق ۱۷ ذیقعدہ ۱۳۳۷ھ کو قرار پائیں حسب ذیل ہیں:-

شرط اول:- اس عہدنامہ پر دستخط ہونے کی تاریخ سے ایک طرف برٹش گورنمنٹ اور دوسری طرف گورنمنٹ افغانستان کے درمیان صلح سمجھی جائیگی۔

شرط دوم:- ان حالات کی وجہ سے جو برٹش گورنمنٹ اور گورنمنٹ افغانستان کے مابین موجودہ جنگ کا موجب ہوئے برٹش گورنمنٹ بطور اظہار ناراضگی کے اس رعایت کو واپس لیتی ہے جو سابق امیر کو حاصل تھی کہ ہتھیار اور بارود اور سامان حرب براہ ہندوستان افغانستان کو جایا کرتے تھے۔

شرط سوم:- علاوہ ازیں سابق امیر کے وظیفہ کی بقایا رقوم ضبط کی جاتی ہیں اور موجودہ امیر کو کوئی وظیفہ نہیں دیا جائیگا۔

شرط چہارم:- اس کے ساتھ ہی برٹش گورنمنٹ قدیم دوستانہ تعلقات کو بحال رکھنا چاہتی ہے جو عرصہ دراز تک افغانستان اور برٹش گورنمنٹ کے مابین قائم رہے ہیں بشرطیکہ اس امر کی طمانیت کی جائے کہ افغان گورنمنٹ بھی برٹش گورنمنٹ کی دوستی از سر نو حاصل کرنے کی خواہشمند ہے لہذا برٹش گورنمنٹ چھ ماہ کے بعد دوسری افغان سفارت قبول کرنے کو تیار ہے تاکہ دونوں گورنمنٹوں کے مشترکہ مفاد کے معاملات پر غور ہو کر تصفیہ کیا جائے اور قدیم دوستی اطمینان بخش بنیادوں پر قائم ہو جائے بشرطیکہ افغان گورنمنٹ اپنے رویہ اور طرز عمل سے اس خواہش کا ثبوت دے افغان گورنمنٹ ہند اور افغانستان کی اس سرحد کو منظور کرتی ہے جو امیر مرحوم نے منظور کی تھی اور اس پر بھی رضامند ہے کہ ایک برٹش کمیشن بہت جلد خیبر کے مغرب میں اس خط کے حصوں کی حدبندی کرے جن کی سابق میں حدبندی نہیں ہوئی۔ اور جہاں افغانوں نے حال میں دست اندازی کی تھی افغان گورنمنٹ اس حد کو منظور کریگی جو برٹش کمیشن مقرر کرے گی اس طرف برٹش فوج اپنی موجودہ پوزیشنوں پر قابض رہے گی جب تک کہ حدبندی نہ ہو جائے۔

جبل پور کے قریب سخت طغیانی

جبل پور کے قریب جو نقصانات بارش کی طغیانی سے ہوئے ہیں۔ اب ان کی تفصیل موصول ہوئی ہے۔ یہ نقصانات اس قدر سخت ہیں۔ کہ بارش کی وجہ سے کسی دوسری جگہ نہیں ہوئے جبلپور سے ۱۱۲ اور ۱۳ میل کے فاصلہ پر تین چوتھائی میل بند بہ گیا ہے خوش قسمتی سے پلوں کو کوئی شدید نقصان نہیں پہنچا۔ پانی کا زور اس قدر ہے کہ بند میں تلوفٹ سے لیکر ۵۰ فٹ تک چوڑے سوراخ ہو گئے ہیں یہ بند بعض مقامات پر بیس فٹ اونچا ہے پٹڑی بند سے بہ کر جنگلے کے باہر چلی گئی ہے اور اس نواح میں تمام تار کے ستون ٹوٹ گئے ہیں تار پانی میں بہ گئی ہے مرمت کرنے میں غالباً چھ ہفتے صرف ہونگے یہ اندازہ بھی موسمی حالات اور مزدوروں کی تعداد پر منحصر ہے۔

سٹینڈرڈ کلاتھ کا بھاؤ

ان اختیارات کی رو سے جو زیر دفعہ ۹ کاٹن کلاتھ ایکٹ ۱۳ مجریہ ۱۹۱۸ء حضور لفٹننٹ گورنر کو حاصل ہیں آپ نے حکم صادر فرمایا ہے کہ سٹینڈرڈ کلاتھ پنجاب میں مندرجہ ذیل قیمتوں پر فروخت ہوگا:-

اے ۱ قمیصوں کیلئے	سوا پانچ آنے فی گز
اے ۱۴	ساڑھے پانچ آنے
اے ۱۵ ساڑھی	پونے چار روپے فی جوڑا
اے ۱۶ دھوتی	تین روپے ساڑھے پندرہ آنے فی جوڑا
اے ۱۷ ساڑھی	چار روپے ایک آنہ فی جوڑا
اے ۵ دھوتی	تین روپے دو آنہ فی جوڑا

جنگی الاؤنس

موجودہ گراں قیمتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے گورنمنٹ انڈیا نے پنجاب گورنمنٹ کے باقاعدہ ملازموں کا جنگی الاؤنس جن کی تنخواہ پچاس روپے یا اس سے کم ہے دگنا کر دیا ہے اس اعلان کا اطلاق یکم اپریل سے ہوگا اور چھ ماہ تک رہیگا جس کے بعد امید کی جاتی ہے کہ اس سے وسیع الاؤنس تمام غیر گزیٹڈ سرکاری ملازموں کو دیا جائے گا تاوقتیکہ تنخواہوں میں مستقل اضافہ کے سوال کا فیصلہ نہ ہو جاوے۔

گذشتہ شورش کے مقدمات

مارشل لاء کی عدالتوں نے پنجاب کی گذشتہ شورش کے متعلق ایک سو چودہ ۱۱۴ مقدمات کی سماعت کی ملزموں کی تعداد ۸۵۲ تھی جن میں سے ۲۷۱ بری کئے گئے اور ۵۸۱ مجرم قرار پائے ان ۵۸۱ مجرمین میں ۳۵۱ آدمی ایسے تھے جن پر شہنشاہ معظم کے خلاف جنگ چھیڑنے کا الزام ثابت ہوا اور یہ ایک ایسا الزام ہے جس کی سزا عمر قید بعبور دریائے شور اور ضبطی جائداد سے کم نہیں دی جا سکتی تھی لیکن چونکہ بہت جلد امن قائم ہو گیا ہے اسلئے گورنمنٹ کے لئے نہ صرف مقدمہ کو جلد ختم کرنا بلکہ دوسرے مقدمات میں بھی سزا کو تخفیف کر دینا ہے۔ ادھر بہت سے مقدمات میں تخفیف کر دی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عیاں یہ امر ثابت ہوتا ہے اور یہ واقعات بھی جناب کے سامنے ہو رہے تھے۔ پھر علاوہ اس کے حضرت اقدس کی زبان مبارک سے بارہا آپ خواجہ صاحب کے ضعف ایمان کا بھی ذکر سن چکے تھے چنانچہ آپ کو یاد ہوگا کہ جب ان کے ضعف ایمان کا ذکر فرماتے تو سعد اللہ لدھیانوی والی پیشگوئی والے مضمون کا بھی ذکر فرمایا کرتے تھے اور اسی طرح جلسہ اعظم مذاہب والے مضمون کا بھی ذکر فرمایا کرتے تھے کہ مسودہ کا مضمون سنکر خواجہ صاحب نے منہ بنالیا گویا اس مجلس میں سنانیکے قابل نہیں ہے اور پھر یہ بھی کہ اس مضمون کے اعلیٰ ہونیکی خبر خدا نے دی تھی جس کو چھاپ کر خواجہ صاحب کے حوالہ کیا گیا۔ اور مضمون سنانے سے پہلے اس اشتہار کی پوری اشاعت کرنیکی پوری تاکید کی گئی۔ مگر انہوں نے اپنے ضعف ایمان سے اس کی اشاعت نہ کی اور دو چار اشتہار پہلے جیسا کئے مگر ایسی جگہوں پر کہ جہاں پر کوئی پڑھ ہی نہ سکے ہاں جب مخالفوں کے مونہوں سے اس کی برتری ثابت ہوگئی تب ان کو اس کی اشاعت کی بعد از وقت ہمت ہوئی اور اسی طرح حضرت صاحب کے رویا صادقہ بھی خواجہ صاحب کی نسبت آپ سن چکے ہوئے تھے۔ جو کہ ان کی ایمانی حالت کیلئے سخت منذر تھی اور پھر حضرت صاحب کا وہ کشف بھی سن چکے ہوئے تھے جس میں حضور نے اپنی جماعت کے ایک سنجیدہ شخص کو غیروں میں جاملتے ہوئے دیکھا تھا اور کسی کے دریافت کرنے پر اس نے یہ جواب دیا تھا کہ مصلحت وقت یہی ہے اور گو اس میں خواجہ صاحب کا نام نہ تھا۔ مگر بالخصوص ان کیلئے منذر خوابوں کا ہونا۔ ان سے پہلے کسی اور سنجیدہ آدمی کا غیروں کے ساتھ نہ ملنا اور جواب میں مصلحت وقت کا ذکر کرنا خواجہ صاحب کی طرف اسقدر ذہن کو متوجہ کر دیتا ہے کہ مجھے یاد ہے کہ اس ابتدائی زمانہ میں اس کو سنتے ہی کئی لوگوں نے کہ دیا تھا کہ نظر تو خواجہ ہی آتا ہے خدا خیر کرے۔ مگر جناب نے اس سب کی ذرہ پرواہ نہ کی مولینا زمانہ مقدمات کے آخری دور ہی میں فرق نمایاں ہوگیا تھا۔ مولینا جب ان منذرات کے وقوع کا زمانہ آیا تو آپ کے مکرم دوست نے سوچا کہ اگر میں کھلا کھلا غیروں میں جا ملا۔ تو احمدی دوست اور احمدی لوگ تو ہاتھ سے گئے جن سے میں نے بہت سا کام لینا ہے۔ اور غیروں میں متلون مزاج قرار پاکر ناقابل اعتماد ہو جاؤنگا لہذا مجھے ایسا کرنا چاہیئے کہ احمدی کہلاتے ہوئے غیروں میں جاملوں تاکہ میری کامیابی کیلئے احمدی اور غیر احمدی دونوں میدان ہوں تب آپ نے ایک سکیم تیار کی لیکن اس کے اجرا میں کچھ موانع تھے۔ جنکے رفع کرنے کی اشد ضرورت تھی اور کچھ باثر احمدیوں کی ضرورت تھی جنکو اس سکیم کے اجرا کا آلہ بنایا جاسکے اس سکیم کا نہایت مختصر خاکہ تو یہ ہے کہ احمدیوں میں تو اعتبار حاصل ہی ہے اب غیروں میں تقریر و تحریر کے ذریعہ لائق مبلغ اسلام ہونیکا اعتبار پیدا کیا جاوے اور یہ اعتبار حاصل کرتے ہی یورپ میں تبلیغ اسلام شروع کر دی جائے پھر تو دونوں کی دولت پر تمہارے ہاتھ ہونگے لیکن اس کیلئے پہلا مانع خلیفہ تھا اور دوسرا مانع فتویٰ کفر اور نماز ونکی علیحدگی اور نماز جنازہ میں شریک نہ ہونا وغیرہ تھا۔ مگر ان دونوں کے رفع کرنے میں اور احمدیوں کو ساتھ وابستہ رکھنے کیلئے ایک مضبوط اور باثر جتھہ کی ضرورت تھی اور اس کی نظر میں وہ بجز آپ کے حاصل نہیں ہوسکتا تھا۔ اور آپ اس وقت اسکی بہت سی باتوں اور اصولوں کے خلاف تھے پس پہلا کام اس نے یہ کیا کہ آپ کو اپنا موافق بنائے اور پھر آپ کو ان مقاصد کے حصول کے لئے آلہ بنائے۔ مولینا مجھے اکثر وہ مجالس یاد ہیں جن میں ان اصول پر مباحثات ہوا کرتے تھے یہاں تک کہ بعض اوقات کیا بلکہ اکثر آپ اس کو دوستانہ لہجہ میں اس جماعت کا پولوس کہا کرتے تھے اور اسی کا اثر تھا کہ لاہور کے جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے ہزاروں کے سامنے بے ساختہ جناب کے منہ سے ان کی نسبت یہ الفاظ نکلے کہ "جیسا کہ ہمارے پولوس صاحب نے کہا ہے" اور پھر توبہ توبہ کرنے لگ پڑے تھے اور اگر تھوڑی دیر کیلئے جناب اپنی توجہ کو اس زمانہ کی دوستانہ مجالس کی طرف پھیریں گے تو مجھے یقین ہے کہ جناب کو میری باتیں رائی الصین نظر آئیں گی۔ ایک طرف یہ مباحثات ہو رہے تھے دوسری طرف استمالۃ طبع کیلئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا جاتا تھا تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد جناب کی بے مثل قربانی کا ذکر کیا جاتا تھا یا آپ کے قادیان آنیکو بے مثل قربانی قرار دیا جاتا تھا اور کبھی آپ کو اپنا پیر و مرشد ظاہر کیا جاتا تھا اور کبھی آپ کے علم و فضل اور معارف و حقایق کی داد دی جاتی اور جناب کو مولینا کے خطاب سے یاد کیا جاتا تھا۔ اور کبھی جناب کے قریب بیٹھ کر کسی دوسرے کو مخاطب کر کے کہا جاتا کہ ترقی کا عام قاعدہ یہ ہے کہ اگر قوم میں سے مختلف شخصیتیں آگے بڑھنا چاہیں تو ان میں نزاع اور کشمکش پیدا ہوکر کوئی بھی آگے نہیں بڑھ سکتا ہاں اگر ساری قوم ایک آگے بڑھے ہوئے شخص کو آگے بڑھانے لگے تو ضرور پھر اس شخص کی شخصیت دوسروں کے نزدیک بھی مؤثر ہو جاتی ہے اور پھر جناب کی طرف اشارہ کر کے کہا جاتا کہ ہم میں یہی ایک شخص ہے جو آگے ہے ہم سب کو ملکر اس کو اور آگے کرنا چاہیئے۔ اور کبھی جو ایسے کسی امر میں جناب نہ مانتے ہوں تو قریب بیٹھ کر دوسرے سے خطاب کرتے ہوئے عورتوں کے مذاق پر اپنی پیشانی کو پیٹ کر کہنا کہ یار یہ مولوی نکلا ہم تو اس کے واسطے سب کچھ کر رہے ہیں مگر یہ اپنے پاؤں پر خود کلہاڑی مار رہا ہے۔ غرض کہ اس نے جناب کی ان دو صفتوں کو خوب مطالعہ کر کے ہر ایک سے خوب فائدہ اٹھایا حضرت خلیفۃ المسیح اول اور حضرت میاں صاحب سے آپ کو بعض وجوہات سے رنج تو ہو ہی چکا تھا۔ پس کبھی تو ان کے مقابلے کا رنگ چڑھا کر وہ باتیں اور چالیں آپ کو منوائیں جن میں آپ مخالفت کیا کرتے تھے مثلاً کہ دیا کہ میاں کے اقتدار کی روک تھام کا سارا نہاز اس میں بھرا پڑا ہے۔ اور کبھی دوستانہ رنگ کی باتیں کر کے آپ کو ان کے قبول کرنے پر مائل کر دیا مولینا میں نے بڑا تجربہ کر کے دیکھا ہوا ہے کہ جب کوئی دوست آپ میں دوستانہ سٹیم بھرتا ہے تو اس وقت وہ جو چاہے آپ اس کو دینے کیلئے تیار ہوتے ہیں یہاں تک کہ میرا تجربہ ہے کہ اسوقت آپ کی آنکھوں میں بھی آنسو آجاتے ہیں اور ہونٹوں میں بھی ایک رقت آمیز حرکت پیدا ہو جاتی ہے اور یہ وصف بہت عمدہ ہے، مگر بعض اوقات ایک عمدہ چیز سے بھی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نقصان پہنچ سکتا ہے۔ دوم آپ میں قوت انتقام اور غضب اور شر کینہ یعنی دیر پا کینہ بہت غالب ہے۔ جب ہم حضرت مولینا سے طب پڑھتے تھے تو بارہا آپ غصہ و غضب کے غلبہ کی مثال میں جناب کا نام لیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ دیکھو غصہ کے وقت کس طرح ان میں رعشہ پیدا ہو جاتا ہے اور رنگت بالکل سیاہ ہو جاتی ہے اور یہ وصف بھی بڑے کام کی ہے۔ بعض بزرگوں نے اس سے بہت بڑا کام لیا ہے مگر اس سے مغلوب ہو کر اس کو بے محل استعمال کرنے سے نقصان بھی سخت ہوتا ہے۔ مولویصاحب! اس نے اپنے مقصد کے حصول میں آپ کی ان دو وصفوں سے حد سے زیادہ فائدہ اٹھایا یہاں تک کہ آپ اس کے ہاتھ میں ایک آلہ کی طرح ہو گئے اور آپ کے ذریعے سے اس نے اپنے مشکلات کو تو حل کر لیا لیکن اس میں مطلب پرستی اور پرفراموشی بڑھی ہوئی تھی لہذا اس نے نہ آپ کے دین کا خیال کیا نہ دنیا کا۔ اور آپ کو ان دینی اور دنیوی مشکلات میں ڈال کر آپ بالکل صاف و پاک علیحدہ ہو کر اپنے مقصد پر جا بیٹھا۔ اب دیکھیں کس طرح وہ احمدیت کی حقیقت کو الٹ پلٹ کر احمدی کہلاتا ہوا غیر احمدیوں میں جا ملا ہے مگر اس ساری کامیابی کی قربانی اس نے آپ کو بتایا اور ذرہ بھر بھی اس کو رحم نہ آیا۔

مولویصاحب! آپ صاحبان کہتے ہو کہ ہم احمدی ہیں اور حضرت میرزا صاحب کو مسیح موعود اور مہدی مسعود مانتے اور یقین کرتے ہیں اور ہم بھی آپ کی تکذیب نہیں کرتے بیشک آپ پہلے بھی احمدی تھے اور اب بھی احمدی ہیں لیکن اب عرض یہ ہے کہ خدا کیلئے غور فرمائیں کہ کیا حضرت مسیح موعود کی حیات میں آپ صاحبان کی یہی حالت تھی جو اب ہے۔ کیا غیروں کے ساتھ یہی تعلقات تھے جو کہ اب ہیں کیا غیروں کے آپ سے وہی تعلقات تھے جو کہ اب ہیں مولویصاحب معاملہ خدا کے ساتھ ہے وہاں پر نہ ان بحثوں نے کام آنا ہے اور نہ دوستوں نے اور نہ امارت نے مولویصاحب خدا کیلئے آپ اس زمانہ کو یاد کریں جبکہ آپ حضرت مسیح موعود کے دار میں اقامت پذیر تھے۔ اور اس احمدیت اور اس حالت کو ذہن میں لائیں اور جب وہ نقشہ ذہن میں آجائے تو پھر آپ اپنی موجودہ احمدیت اور موجودہ حالت کو دیکھیں اگر ان میں فرق ہے اور یقیناً ہے تو پھر یہ بجز بغض کی محبت اور بغض کے بغض کے نہیں ہے اور ایک عقلمند عالم کی شان سے بعید ہے۔ کہ کسی کی محبت یا بغض سے اپنے آپ کو خطرہ میں ڈالدے۔ مولویصاحب پھر اپنی ذات ہی تک بات محدود ہو تو خیر لیکن یہاں پر تو یہ ہے کہ جسطرح ایک شخص نے جناب کو وہاں سے یہاں تک پہنچایا ہے اسی طرح سے اب آپ اس محسن مسیح ہاں جان سے پیارے اور عزیز مسیح موعود کی عمر بھر کی محنت سے بنائی ہوئی جماعت کو اس حالت میں لیجانیکی کوشش کر رہے ہیں جس پر کہ آپ پہنچے ہیں کیا ایک جنت کے دروازہ پر پہنچے ہوئے شخص کو دوزخ کی طرف لے جانا لیجانیوالے کیلئے معمولی بات ہے جس سے دل نہ دھڑکے اور بدن نہ کانپے خدا ہے اور ضرور ہے۔ سیدنا میرزا صاحب خدا کے مسیح ہیں اور یقیناً ہیں بغیر ان کی اتباع کے نجات نہیں اور یقیناً نہیں۔ مولوی صاحب اس وقت کا خیال کریں جبکہ خدائے ذوالجلال کے سامنے آپ پیش ہوں اور خدا کا پیارا مسیح موعود عرض کرے کہ خداوندا میں نے اس کو حق بتایا اور اس نے قبول کیا پھر میں نے اس کو اپنے گھر میں رکھا اور بہت پیار اور عزت کے ساتھ رکھا اور اس کے ساتھ بہت احسان کئے اور اسکو بہت کچھ اپنی جماعت پر اعزاز اور اختیار دیئے اور کثرت کے ساتھ اس نے نشانات دیکھے اور میرے طرز عمل اور منشا کا پورے طور پر واقف ہوا لیکن میرے جدا ہونیکے بعد اس نے یہی نہیں کہ میرے عترت اور اہلبیت کے ساتھ اور میرے خلیفہ کے ساتھ عداوت کی اور میرے طریق کو اور میرے قائم کردہ مرکز کو چھوڑا بلکہ میری قائم کردہ جماعت میں تفرقہ ڈالا اور بیسیوں کو اس طریق سے برگشتہ کیا۔ اور اپنی ساری طاقت اور سب وقت میری جماعت کے لوگوں کے میرے طریق سے پھیرنے پر صرف کیا یہاں تک کہ بعض کو وظائف اور تنخواہیں دے کر برگشتہ کیا پر جب وہ برگشتہ ہو گئے تو پھر ان کی کچھ پرواہ نہ کی یہاں تک کہ بعض الانہیں سے عیسائیوں میں چلے گئے اور بعض جن غیر احمدیوں نے بھاگ کر قادیان میں آنے تھے وہ انہی غیر احمدیوں میں واپس چلے گئے مولوی صاحب وہ وقت بحث کا نہ ہوگا کہ اس قدر کہ دینا کافی ہو کہ میاں محمود احمد (صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ وعافاہ و رضی عنہ وارضاہ واوصلہ الی مایحبہ ویرضاہ) کی تبدیلی عقائد کی وجہ سے سب کچھ ہوا ہے کیونکہ اول تو بحث میں بھی یہ ثابت کرنا بہت مشکل ہے کہ آپ کی طرف سے کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ اور حضرت میاں صاحب نے کی ہے دوم پھر اس سے بڑھ کر یہ ثابت کرنا بہت ہی مشکل ہے کہ آپ کی علیحدگی کا باعث حضرت میاں صاحب ہی ہوئے ہیں۔ بارہا میں نے یہ بات پیش کی ہے کہ اگر حضرت میاں صاحب کا غیر احمدیوں کو کافر کہنا اس تفرقہ کا موجب ہوا ہے تو پھر اس کی کیا وجہ ہے کہ لاہور میں جا کر جب خلفاء مسیح موعود مقرر کئے تو قادیان کے لئے حضرت میاں صاحب کو خلیفہ مقرر کیا۔ اور لکھا کہ وہ بھی پاک نفس رکھتے ہیں حالانکہ جو شخص مسلمانوں کو کافر کہکر کافر بنتا ہے وہ کب پاک نفس والا اور خلافت جیسے مقدس عہدے کا اہل ہو سکتا ہے اگر فی الواقع یہی مسئلہ موجب تفرقہ ہوتا تو اول میاں صاحب کو خلیفہ ہی نہ بنایا جاتا اور اگر کسی مجبوری سے بنانا بھی تھا تو ساتھ یہ شرط ضرور ہوتی کہ بشرطیکہ مسلمانوں کے کافر کہنے سے توبہ کریں۔ اسی طرح جب وفد بھیجنے کی تجویز ہوئی۔ اور اخبار میں اسکی نسبت لکھا تھا کہ وفد اس غرض کیلئے جاویگا کہ اگر میاں صاحب یہ لکھدیں کہ پرانے احمدیوں سے بیعت نہ لینگے اور دوم صدر انجمن احمدیہ پر حکومت نہ کرینگے تو پھر ہم ان کو امیر تسلیم کر لیں گے۔ اور اس میں بھی یہ شرط نہیں لکھی تھی کہ بشرطیکہ وہ مسلمانوں کو کافر کہنا چھوڑ دیں کیا امیر المومنین کے لئے اسلام شرط نہیں یا کیا مسلمانوں کے کافر کہنے سے اسلام میں کوئی نقص پیدا نہیں ہوتا یا کیا حضرت میاں صاحب نے اپنی توبہ شائع کر دی تھی پس خلیفۃ المسیح اور امیر المومنین بناتے ہوئے اور اور شرائط کا ذکر کرنا مسلمانوں کو کافر کہنے کی شرط کو پس پشت ڈال دینا یہ صاف بتاتا ہے کہ موجب تفرقہ یہ عقائد نہیں بلکہ اس کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسلامی اصول کی فتح

امریکہ میں شراب نوشی کا انسداد

امریکہ میں شراب بنانا بیچنا اور پینا بند کر دیا گیا ہے ..... یہ ایسی بات ہے جس نے دنیا کے ہر حصے کو حیرت زدہ کر دیا ہے روس میں بھی شراب کی بندش کی گئی تھی لیکن شاہی احکام کے رو سے امریکہ کے متعلق یہ امر خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ لوگوں نے جو کچھ کیا ہے اپنی خواہش اور مرضی سے کیا ہے

بہت سے لوگوں کا خیال ہے کہ امریکہ میں یکلخت چند ایسے آدمیوں کو جو شراب کے خلاف تھے اس امر کا احساس ہوا کہ شراب اُن کی ترقی کو پیچھے ڈال رہی ہے ان کی دولت کو تباہ کر رہی ہے اور قوم کو برباد کر رہی ہے پس انہوں نے اس بات کا تہیہ کر لیا کہ جب تک قانوناً اس آبِ شر کا قلع قمع نہ کرالیں دم نہ لینگے لیکن یہ غلط ہے امریکہ نے جو قانون پاس کیا ہے وہ کئی سالوں کی محنت اور جان کاہیوں کا نتیجہ ہے اول ہی اول ۴۵ سال کے قریب گذرے علاقہ اوہیو کی خواتین نے شراب کو صحت و دولت کا ڈاکو قرار دیکر اس کے خلاف جہاد شروع کیا۔ پتہ نہیں ان مبارک خواتین نے کونسی مبارک ساعت میں یہ کام شروع کیا تھا کہ امریکہ میں اس وقت سے برابر اس کے متعلق ایک جد و جہد کا آغاز ہو گیا اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج ہم امریکہ کو مہذب دنیا میں ایک نمایاں قدم اٹھاتے ہوئے دیکھتے ہیں۔

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جو لوگ اس سے پیشتر شراب پینے کے عادی تھے۔ اب سوڈا واٹر اور آئیسکریم کی طرف راغب ہو رہے ہیں چنانچہ امریکہ کے ایک شہر کی نسبت اندازہ لگایا گیا ہے کہ وہاں اس سے پیشتر تیس لاکھ ساورن کی شراب فروخت ہوتی تھی اب وہاں تیس لاکھ گیلن آئیسکریم قیمتی چالیس لاکھ بیس ہزار ساورن خرچ ہو رہی ہے۔ ایک شراب خانے کا مالک ۶۵۰۰۰ گیلن شراب سالانہ فروخت کرتا تھا اب وہی سوداگر ۸۰۰۰۰ گیلن آئیسکریم کی تجارت کر رہا ہے۔

اس کے علاوہ لوگ شکر کی شراب استعمال کرنے لگ گئے ہیں نیز دوسری قسم کی جانب راغب ہو رہے ہیں۔

ریاستہائے متحدہ امریکہ کی طرف سے جو بیانات شائع ہوئے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ بندش شراب سے امریکہ نے خاطر خواہ ترقی کی ہے اور ہر ایک ریاست نے اس پر اظہار اطمینان کیا ہے لیکن ایسے آدمی بھی ہیں جو اس قانون سے بہت گھبرا رہے ہیں یہ مثل مشہور ہے کہ ع چھٹتی نہیں ہے منہ سے یہ کافر لگی ہوئی اس لئے وہ اپنے چسکے کو پورا کرنے کیلئے شراب کی بھاری بھاری مقدار خفیہ طور سے اپنے گھروں میں جمع کر رہے ہیں بعض آدمیوں نے شراب بنانیکے اوزار مہیا کر لئے ہیں بعض نے ادویات ملا کر نشیلے مرکب بنانیکا راز معلوم کر لیا ہے اب یہ دیکھنا خالی از دلچسپی نہ ہوگا کہ امریکہ کے اس قانون کا نتیجہ کیا نکلتا ہے۔

روس نے "ووڈکا" کی بندش کی مگر چند سال کے بعد ہی شراب کا وہ دور جدید جاری ہوا کہ روس کی توبہ اس میں بہ گئی لیکن امریکہ نے جو قانون پاس کیا ہے وہ گورنمنٹ کی طرف سے نہیں بلکہ لوگوں نے اپنی مرضی سے از خود پاس کیا ہے اسلئے امید ہے کہ وہاں نتائج خاطر خواہ ہوں اسلئے وہاں کی ٹمپرنس لیگ نے فیصلہ کیا ہے کہ آہستہ آہستہ سرزمین امریکہ کو سگریٹوں اور تمباکو سے بھی پاک صاف کر دیا جائے۔

مسیح موعود کا انتظار

ہمعصر لیڈر الہ آباد نے جے۔ ڈبلیو۔ ایس صاحب نصر اپور ضلع پونا کا ایک خط بنام ایڈیٹر صاحب ٹائمز آف انڈیا شائع کیا ہے جو درج ذیل ہے:-

جنابمن۔ جن اصحاب کو ریورنڈ پرینڈری وب پیلو کی باتوں کا انگلستان میں سننے کا اتفاق ہوا ہے اور جو ان کی تعلیم اور تصنیفات سے واقف ہیں پچھلے ہفتہ آپ کے اخبار میں یہ پڑھکر حیران ہو گئے کہ انہوں نے ایک مجلس میں یہ فرمایا ہے کہ اس سال کے اخیر تک دنیا کا خاتمہ ہو جاویگا۔

چونکہ یہ خبر لنڈن کے اخبارات میں بھی گشت لگا چکی ہے پرینڈری نے اس کی تصحیح اور تفصیل کیلئے یہ خط لکھا ہے۔ جو کرسچن اخبار لنڈن سے نقل کیا جاتا ہے

"میں اس بات کا اعادہ کرتا ہوں کہ میں نے یہ بیان کیا تھا کہ میں اس بات کو دماغی اور اخلاقی تیقن کا ایک حصہ کرتا ہوں کہ اس سال کے انجام تک دنیا کی تاریخ بھی ضرور ختم ہو جائیگی" میں نے اس قسم کی کوئی بات نہیں کہی جو کچھ میں نے کہا تھا وہ یہ تھا کہ ایک مہینہ گذرا کہ میں نے ملاقات کے کمرہ میں ایک شریف آدمی کو یہ کہتے سنا کہ وہ اس سال سے رات دن کلی طور پر مصر کے مخروط میناروں کے مطالعہ میں لگے ہوئے ہیں۔ اور بلالحاظ دلائل مذہب ان کو اس عمارت کی دقیق تفصیلات سے کامل یقین ہو چکا ہے کہ ۱۹۱۹ء کے انجام تک تاریخ عالم میں ایک عظیم الشان ساعت کا انتظار کیا جانا چاہیئے صرف یہ بات ہے جو میں نے کہی تھی اور میں نے اس لئے کہی تھی تا لوگ مسیح کی آمد کیلئے تیار ہو جائیں

محمد یامین داتوی اور مسیح موعود کی نبوت

داتوی معاند جو آجکل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کا منکر ہے دسمبر ۱۹۰۱ء میں وہ بڑے زور شور سے نبوت مسیح موعود علیہ السلام کا اقراری اور موید تھا پیغام کے حامی اور داتوی معاند اپنی اس تحریر کو دیکھکر دل میں شرماویں اور انکار نبوت مسیح موعود علیہ السلام سے باز آویں الحکم جلد ۵ نمبر ۴۷ مورخہ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۱ء کے صفحہ ۱۱ پر زیر عنوان "ایک افیونی اور کفر کی منڈی کے ٹھیکہ دار کا بیہودہ اعتراض" ۔ داتوی معاند افیونی کفر کے اعتراض کو نقل کر کے جواب دیتا ہے کہ:-

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قولہ میرزا صاحب نے اپنی تالیفات میں دعوی نبوت اور رسالت کا کیا ہے اور یہ آیت خاتم النبیین اور حدیث لا نبی بعدی کے خلاف ہے اس لئے یہ کفر ہے۔

اقول چو شنوی سخن اہل دل مگو کہ خطاست
سخن شناس نئی دلبرا خطا اینجاست

آپ لوگ بسبب بخل و عناد و نفاق فی قلوبہم مرض کے مصداق بن گئے ہیں۔ آیت اور حدیث میں نبوت اور رسالت تشریعی کا ختم مراد ہے نہ غیر تشریعی کا ورنہ حدیث رؤیا المؤمن جزء من ستۃ واربعین جزءا من النبوۃ مشکوٰۃ (کتاب الرؤیا) اور آیت یٰمعشر الجن والانس الم یاتکم رسل منکم یقصون علیکم آیاتی وینذرونکم لقاء یومکم ھذا سے ثابت ہے کہ خدا تعالیٰ قیامت کو تمام ان لوگوں کو جو اس نے ہدایت خلق اللہ کے واسطے دنیا میں بھیجے تھے سب کو رسول کے لفظ سے پکارے گا جن میں کل مامورین اللہ شامل ہیں آیت اور حدیث سے نبوت اور رسالت غیر تشریعی امت محمدیہ کیلئے ثابت ہے باقی رہے میرزا صاحب کے مضامین وہ تو بالکل قرآن حدیث کی تفسیر ہے ..... اب ہم تو نہیں کہہ سکتے کہ میرزا غلام احمد قادیانی بول رہا ہے ہمارا تو یہ عقیدہ ہے کہ وہی خاتم الانبیاء ہم غریبوں کی دستگیری کیلئے میرزا غلام احمد قادیانی کے لباس میں تشریف لائے ہیں اور یہ بھی ظاہر کر دینا ضروری ہے کہ اگر یہ سوال ہو کہ حضرت میرزا صاحب کو یا کسی اور مجدد کو رسول اللہ یا نبی اللہ کے نام سے کیوں نہیں پکارتے سو اس کا جواب یہ ہے کہ عوام جو فرق مابین نبوت تشریعی و غیر تشریعی نہیں جانتے۔ انکے سامنے کسی مجدد کو نبی اللہ کے نام سے موسوم کرنا ان کیلئے خطرناک امر ہے جس سے کہ عقیدہ ختم نبوت و رسالت تشریعی اٹھ جاویگا اور یہ کفر ہے۔ اور حضرت میرزا صاحب کیلئے یہ الفاظ بولنے جائز ہیں کیونکہ آپ کے الہام میں الفاظ آچکے ہیں اور نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ لفظ (نبی و رسول) آپکے حق میں فرمایا ہے۔ اور نیز قرآن شریف میں آچکا ہے ھو الذی ارسل رسولہ الخ اور تمام مفسرین نے بالاتفاق مانا ہے کہ آیت مسیح موعود کے بارے میں ہے۔ والراقم خاکسار محمد یامین ذاتہ ۱۲/۶

احمدیہ یتیم خانہ

احمدیہ یتیم خانہ میں یتامیٰ کی تعداد کا دن بدن بڑھتے جانا خوشی و رنج توام ہیں۔ رنج تو اسلئے ہوتا ہے کہ جو ہمارے عزیز بھائی ہم سے جدا ہو کر دائمی مفارقت کا الم دیجاتے ہیں ان کے بچے یتیم رہ جاتے ہیں جو دارالیتامیٰ میں پرورش کیلئے آتے ہیں اسلئے یہ خوشی اور راحت کا موجب نہیں بلکہ سخت رنج و غم کا باعث ہے اس نظر سے تو ہمیں اس ترقی اطفال سے تکلیف ہوتی ہے دکھ پہنچتا ہے لیکن دوسری نظر سے خوشی بھی ہے کہ الحمد للہ ہمارے سلسلہ میں جو یتامیٰ کی پرورش کے متعلق کوئی باقاعدہ انتظام نہ تھا حضرت امیر المومنین فضل عمر خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی دلی توجہ اور قوم کے ہر فرد کی خبر گیری و نگہداشت و بہبودی کے شبانہ روزی فکر و غور سے احمدی یتامیٰ کی پرورش و تربیت کا معقول اور خاطر خواہ وقت کے لحاظ سے پورا انتظام ہو کر یہ کمی پوری ہو گئی ہے جس کی وجہ سے اب ہمارے احمدی یتامیٰ کسی سے دست نگر اور بے یار و مددگار نہیں رہینگے اور خدا کے فضل سے راحت و آرام کیساتھ اپنی یتیمی کے دن بسر کر کے اس قابل ہو جاوینگے کہ بعوض کی زندگی بلا احتیاج غیر کے اپنے قوت بازو کی کمائی سے گذار سکینگے اس حیثیت سے ہمیں خوشی ہوتی ہے بنابریں احمدیہ یتیم خانہ خوشی و رنج کا توام ہے

اس وقت خدا کے فضل سے ۳۳ یتامیٰ لڑکے اور لڑکیاں داخل دارالیتامیٰ ہیں جن کا کھانا کپڑا اور تعلیم و تربیت کے جملہ اخراجات نہایت عمدگی سے ادا کئے جاتے ہیں جو بزرگان قوم کی خاص توجہ اور مہربانی سے تا ایں دم بہم پہنچ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان احباب کو جزاء خیر دے اور دین و دنیا میں برکات عطا کرے۔ کچھ لڑکے ہائی سکول اور مدرسہ احمدیہ میں تعلیم پاتے ہیں کچھ درزی خانہ اور کھڈی خانہ میں جو کہ ابھی حضرت میاں شریف احمد صاحب سلمہ الرحمن نے قادیان میں کئی ہزار روپیہ کے مصارف سے جاری کیا ہے کام سیکھتے ہیں۔ اور لڑکیاں گرل سکول میں پڑھتی ہیں ایک بھی یتیم بچہ بیکار نہیں ہے چھوٹے سے چھوٹے بچے کی عمر اسوقت جو داخل دارالیتامیٰ ہیں پانچ سال کی ہے اور بڑے سے بڑا چودہ سالہ ہے یہ پندرہ سال کی عمر تک یتیم خانہ میں رہنے کے حقدار ہیں اس کے بعد وہ فہرست یتامیٰ سے خارج ہونگے اور ان کی تعلیم و تربیت کا دوسرا انتظام حسب ضرورت کیا جاویگا بوجہ عدم گنجائش اس دفعہ امداد دہندگان کے اسماء گرامی درج نہیں ہو سکے آئندہ انشاء اللہ ہونگے۔ اسقدر عرض کرنی ضروری ہے کہ مستقل امداد کے متعلق ۱۴۔ احباب کی منظوری بحساب پانچ روپیہ ماہوار کی ضرورت ہے ۶ دوستوں نے مستقل امداد ماہوار منظور فرمائی ہے اور حسب توفیق ہر احمدی بھائی کو اس امداد میں توجہ فرما کر حصہ لینا چاہیئے۔ یہ قومی کام ہے اور آپ کی امداد کا مستحق اور محتاج۔ والسلام

(خاکسار قاسم علی افسر احمدیہ یتیم خانہ قادیان)

اصلی ممیرا اور ممیرے کا سرمہ
مصدقہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اصلی ممیرا اور ممیرے کے سرمہ کا اعلان عرصہ سے شائع ہو رہا ہے اس اثنا میں بہت سے لوگوں نے فائدہ اٹھایا ہے یہ سرمہ حضرت خلیفۃ المسیح اول مولوی حکیم نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ کا بنایا ہوا ہے آپ نے اس سرمہ کے متعلق فرمایا کہ "برائے امراض چشم بسیار مفید است" یہ سرمہ دھند جالا پھولا پڑبال سیل سرخی اور ابتدائی موتیا بند اور دیگر امراض چشم کیلئے بسیار مفید ہے قیمت سرمہ اول قسم عاقی تولہ اور قسم دوم عہ۔ اصلی ممیرا جسکی قیمت عہ فیتولہ ہے ترکیب استعمال ممیرا پتھر پر رگڑ کر یا سرمہ کی طرح باریک پیس کر ..... آنکھوں میں ڈالا جاوے یہ سرمہ خاص کر جن کی آنکھیں گرمی میں دکھتی ہوں اسلئے بہت مفید اور مجرب ہے آج کل تو سرکاری ڈاکٹر بھی اپنے شفاخانوں میں استعمال کرتے ہیں +

سب سے اعلیٰ حبیت محیط اعظم سے نقل کیا گیا ہے جسکی عبارت یہ ہے مقوی جسم اعضا نافع صرع منتہی طعام قاطع بلغم ریاح دافع الہیر وحزام واستسقا و زردی رنگ و تنگی نفس ودق و شوخیت فساد بلغم و فالج کرم شکم نقرس سنگ گردہ و مثانہ و سدس البول و سیلان منی و بہوست و درد مفاصل وغیرہ وغیرہ بہت مفید ہے بقدر دانہ خود صبح کیوقت دودھ کیساتھ استعمال کریں قسم اول عہ فی تولہ قسم دوم ۱۲ فی تولہ

المشتہر
احمد نور کابلی مہاجر سوداگر قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

[باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا اور ایم قاسم علی پروپرائٹر نے فاروق منزل سے شائع کیا۔]